

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم و مربی، سیرت النبی اور عصر حاضر کے تناظر میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ
The Prophet (ﷺ) is a teacher and mentor In the Context of Sirat-ul-Nabi and Present Age an exploratory and analytical study

Hafiz Saifullah Sajid

PhD Research Scholar, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore

Email: saifullah.sajid55@gmail.com

ORCID: <https://orcid.org/0000-0002-2756-3992>

Dr. Hafiz Zahid Latif

Associate Professor, Department of Islamic Studies, University of Engineering and Technology, Lahore.

Email: hzlatif@gmail.com

ORCID: <https://orcid.org/0000-0002-5001-8028>

ABSTRACT:

The Prophet (PBUH) is a teacher and mentor In the Context of Sirat-ul-Nabi and Present Age. An exploratory and analytical study. In the Hadith, Mu'āwiyah ibn al-Hakam as-Sulami (may Allah be pleased with him) reported: While I was praying with the Messenger of Allah (may Allah's peace and blessings be upon him) a man sneezed, so I said: (May Allah have mercy upon you). People looked at me disapprovingly, so I said: "May my mother lose me, why do you stare at me?" They began to strike their thighs with their hands, and when I saw them urging me to be silent I said nothing. When the Messenger of Allah (may Allah's peace and blessings be upon him) finished the prayer – and may my father and mother be sacrificed for him! I have never seen a mentor before him nor after him who gave better instruction than him. By Allah, he neither scolded me, nor beat me, nor insulted me, rather he said: 'In prayer, nothing of people's ordinary speech is allowed.

فَبِأَيِّ هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مَعْلِمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللَّهِ، مَا كَهَرَنِي وَلَا ضَرَبَنِي وَلَا شَتَمَنِي وَأَيْضًا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي مَجْلِسِهِ لِأُمَّتِهِ عَامَةً وَلِأَصْحَابِهِ خَاصَةً ((إِنَّمَا بَعَثْتُ مُعَلِّمًا)).

Being a Muslim, I believe that Islam guides us for all issues. The primary sources of Islam offer us a complete code of ethics regarding this issue. We find many examples in seerha of the Holy Prophet to get protection from it. In this study, we are made to find out the moral and practical teachings of Islam in this topic.

Keywords:

Sirat-ul-Nabi; teacher; Present Age; mentor; Analytical Research

تمہید:

قرآن و سنت میں علم کی اہمیت مسلم ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ علم کے ذریعہ ہی صحیح اور غلط کی پہچان ہوتی ہے۔ جہاں نبی کریم ﷺ پر وحی کی ابتداء لفظ ((اقرأ)) سے ہوئی وہیں پورے قرآن میں لفظ ((علم)) تقریباً آٹھ سو مرتبہ آیا ہے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس نے نبی اکرم ﷺ کو معلم اول اور صحابہ کرام کو اولین طلباء بنایا جن کا فیض آج بھی جاری و ساری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے تعلیم سے مزین کرنے کے لئے سب سے پہلے صحابہ کرام کے دلوں کو پاک و صاف کر کے ان کو قابل کاشت بنایا، پھر اُس پر علم کی بارش کی، جس کے نتیجے میں ایسا انقلاب آیا کہ تعلیم و تعلم کے تمام مقاصد حاصل ہوئے اور نبی کریم ﷺ کی تعلیم کامل نے درندوں کو چوپانی، بھیڑیوں کو گلہ بانی، راہزنوں کو جہاں بانی، غلاموں کو سلطانی اور شاہوں کو اخونی سکھادی۔ جو عرب کے بد و تھے وہ دنیا کے قیادت کرنے والے بن گئے۔ اور یہ بات روز روشن کی واضح ہو گئی کہ معلم اعظم صرف ایک ہے جس کے علاوہ دنیا میں ہر چیز کی مکمل مہارت رکھنے والا کوئی معلم نہیں ہے۔ یہ اعزاز اگر حاصل ہے تو صرف اور صرف ہمارے آخری نبی محمد ﷺ کو حاصل ہے جو کہ خود اپنی زبان نبوت سے ارشاد فرماتے ہیں۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "إنما أنا لكم بمنزلة الوالد، أعلمكم، فإذا أتى أحدكم الغائط، فلا يستقبل القبلة ولا يستدبرها ولا يستطب بيمينه، وكان يأمر بثلاثة أحجار وينهى عن الروث والرمة".¹

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”(لوگو!) میں تمہارے لیے والد کے درجے میں ہوں، تم کو (ہر چیز) سکھاتا ہوں، تو جب تم میں سے کوئی شخص فضائے حاجت (پیشاب و پاخانہ) کے لیے جائے تو قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ کر کے نہ بیٹھے، اور نہ (ہی) داہنے ہاتھ سے استنجاء کرے“ آپ ﷺ (استنجاء کے لیے) تین پتھر لینے کا حکم فرماتے، اور گوبر اور ہڈی کے استعمال سے روکتے تھے۔

علم کا مفہوم:

”علم“ کا لفظ علم یعلم باب سمع یسمع سے ہے۔ جس کا معنی ہے جاننا، پہچاننا۔ یہ لفظ قرآن پاک میں متعدد مقامات پر آیا ہے۔ مثلاً: ﴿عَلَّمَ اللَّهُ أَنْكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُونَ أَنْفُسَكُمْ﴾²

”اللہ کو معلوم ہے تم اپنے نفسوں سے خیانت کرتے تھے۔“

تربیت کا مفہوم:

تربیت کا لفظ ”رب“ سے ماخوذ ہے۔ جس کا معنی ہے ”انتظام کرنا“ ”نکھار پیدا کرنا“ رب کا لفظ قرآن پاک میں بھی آیا ہے۔

﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾³

”اے میرے رب جس طرح انہوں نے مجھے بچپن سے پالا ہے اسی طرح تو بھی ان پر رحم فرما۔“

معلم اعظم:

معلم اعظم حضرت محمد ﷺ نوید مسیحا اور دعائے خلیل بن کر آئے ہیں۔ ابراہیمؑ، بیت اللہ کی دیواریں اٹھاتے ہوئے دعا کرتے ہیں:

1- ﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ﴾⁴

”اے ہمارے رب! اور ان میں ایک رسول انہیں میں سے بھیج جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انہیں کتاب اور دانائی سکھائے اور انہیں پاک کرے۔“

اس دعا میں حضرت ابراہیمؑ کی زبان سے نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری کے بنیادی مقاصد بھی بیان فرمادیئے ہیں ان مقاصد کو قرآن کریم نے کئی مقامات پر بیان فرمایا ہے۔ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔

2- ﴿كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ﴾⁵

”جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے۔“

قرآن پاک میں تعلیم و تربیت کی صورت میں مقاصد نبوت کا تذکرہ تیسری جگہ اس طرح کیا گیا۔ ارشاد باری ہے:

3- ﴿هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾⁶

”وہی ہے جس نے ان پڑھوں میں ایک رسول انہیں میں سے مبعوث فرمایا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، اور بے شک وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔“

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعلیم و تربیت کی صورت میں مقاصد نبوت کا تذکرہ چوتھی جگہ اس طرح فرمایا۔ ارشاد باری ہے:

4- ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾⁷

”اللہ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انہیں میں سے رسول بھیجا (وہ) ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور دانش سکھاتا ہے، اگرچہ وہ اس سے پہلے صریح گمراہی میں تھے۔“

آپ ﷺ کی ذات تمام انسانوں کے لیے نمونہ قرار پائی۔ ارشاد باری ہے:

5- ﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾⁸

”البتہ تمہارے لیے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔“

رسول اللہ ﷺ بنیادی طور پر بطور معلم مبعوث ہوئے:

آپ ﷺ کو معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ نبی پاک ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((عن عبد الله بن عمرو قال: خرج رسول الله ﷺ ذات يوم من بعض حجره، فدخل المسجد، فإذا هو بحلقتين إحداهما يقرءون القرآن ويدعون الله، والأخرى يتعلمون ويعلمون، فقال النبي ﷺ: "كل على خير هؤلاء يقرءون القرآن ويدعون الله، فإن شاء أعطاهم، وإن شاء منعهم، وهؤلاء يتعلمون، وإنما بعثت معلما فجلس معهم").⁹

عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن اپنے کسی کمرے سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے، آپ نے اس میں دو حلقے دیکھے، ایک تلاوت قرآن اور ذکر و دعا میں مشغول تھا، اور دوسرا تعلیم و تعلم میں، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”دونوں حلقے نیکی کے کام میں ہیں، یہ لوگ قرآن پڑھ رہے ہیں، اور اللہ سے دعا کر رہے ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو انہیں دے اور چاہے تو نہ دے، اور یہ لوگ علم سیکھنے اور سکھانے میں مشغول ہیں، اور میں تو صرف معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں، پھر انہیں کے ساتھ بیٹھ گئے۔“

رسول اللہ ﷺ سے بہتر معلم کوئی ہو ہی نہیں سکتا:

رسول اللہ ﷺ سے بہتر کوئی معلم نہ میں نے آپ ﷺ سے پہلے دیکھا نہ بعد میں۔ صحابہ کرام میں سے عینی شاہد کی گواہی اس دعوے کو سچا ثابت کر رہی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

((عن معاوية بن الحكم السلمي رضي الله عنه قال: بَيْنَا أَنَا أَصْلِيَّيَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ، إِذْ عَطَسَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ، فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللَّهُ، فَرَمَانِي الْقَوْمُ بِأَبْصَارِهِمْ، فَقُلْتُ: وَاتَّكَلُ أُمِّيَاءَ، مَا شَأْنُكُمْ تَنْظُرُونَ إِلَيَّ؟، فَجَعَلُوا يَضْرِبُونَ بِأَيْدِيهِمْ عَلَى أَفْخَادِهِمْ، فَلَمَّا رَأَيْتَهُمْ يُصَوِّتُونَنِي لِكَيْ سَكْتُ، فَلَمَّا صَلَّى رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَبِأَيِّ هُوَ وَأُمِّي، مَا رَأَيْتُ مَعْلَمًا قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ أَحْسَنَ تَعْلِيمًا مِنْهُ، فَوَاللَّهِ، مَا كَهَرَنِي وَلَا كَهَرَنِي وَلَا شَتَمَنِي، قَالَ: «إِنَّ هَذِهِ الصَّلَاةَ لَا يَصْلَحُ فِيهَا شَيْءٌ مِنْ كَلَامِ النَّاسِ، إِنَّمَا هُوَ التَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ وَقِرَاءَةُ الْقُرْآنِ»، أَوْ كَمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي حَدِيثٌ عَهْدَ بِجَاهِلِيَّةٍ، وَقَدْ جَاءَ اللَّهُ بِالْإِسْلَامِ، وَإِنْ مِنَّا رَجُلَانِ يَأْتُونَ الْكُفَّانَ، قَالَ: «فَلَا تَأْتِيَهُمْ» قَالَ: وَمِنَّا رَجُلَانِ يَتَطَيَّرُونَ، قَالَ: ذَلِكَ شَيْءٌ يَجِدُونَهُ فِي صُدُورِهِمْ، فَلَا يَصُدُّهُمْ - قَالَ ابْنُ الصَّبَّاحِ: فَلَا يَصُدُّكُمْ - قَالَ قُلْتُ: وَمِنَّا رَجُلَانِ يَخْطُونَ، قَالَ: «كَانَ نَبِيٌّ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ يَخْطُ، فَمَنْ وَافَقَ خَطَّهُ فَذَكَ»، قَالَ: وَكَانَتْ لِي جَارِيَةٌ تَرعى غَنَمًا لِي قَبْلَ أُحُدٍ وَالْجَوَانِيَّةِ، فَاطْلَعْتُ ذَاتَ يَوْمٍ فَإِذَا الذِّيبُ قَدْ ذَهَبَ بِشَاةٍ مِنْ غَنَمِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ مِنْ بَنِي آدَمَ، آسَفٌ كَمَا يَأْسِفُونَ؛ لَكِنِّي صَكَكْتُهَا صَكَةً، فَأَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فَعَظَّمْ ذَلِكَ عَلَيَّ، قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَفَلَا أُعْتِقُهَا؟ قَالَ: «إِثْنِي بِهَا»، فَأَتَيْتُهُ بِهَا، فَقَالَ لَهَا: «أَيْنَ اللَّهُ؟» قَالَتْ: فِي السَّمَاءِ، قَالَ: «مَنْ أَنَا؟»، قَالَتْ: أَنْتَ رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: «أَعْتِقُهَا، فَإِنَّهَا مُؤَمَّنَةٌ»))¹⁰

”معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران جماعت میں سے ایک آدمی کو چھینک آئی تو میں نے (یرحمک اللہ) کہہ دیا۔ اس پر لوگوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے کہا: میری ماں مجھے گم پائے، تم مجھے کیوں گھور رہے ہو؟ یہ سن کر وہ لوگ اپنی رانوں پر اپنے ہاتھ مارنے لگے۔ پھر جب میں نے دیکھا کہ وہ لوگ مجھے خاموش کرانا چاہتے ہیں تو میں خاموش ہو گیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو گئے، میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان جائیں، میں نے آپ ﷺ سے پہلے اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ سے بہتر کوئی معلم دیکھا۔ اللہ کی قسم نہ آپ ﷺ نے مجھے جھڑکا اور نہ ہی مجھے مارا۔ آپ ﷺ نے بس اتنا فرمایا کہ نماز میں لوگوں کی بات چیت درست نہیں ہے۔ نماز تو تسبیح و تکبیر اور قرآن پڑھنے کا نام ہے۔ یا رسول اللہ ﷺ نے اس جیسی بات کہی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے جاہلیت کو ترک کیے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام بھیجا ہے (اور مجھے اس سے شرف یاب کیا ہے) ہم میں سے کچھ لوگ کاہنوں کے پاس جاتے ہیں (اس بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟) آپ ﷺ نے

فرمایا: تم ان کے پاس نہ جاؤ۔ میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ براشگون لیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ تو بس ان کے دل کی منشا ہے جسے وہ پورا کرتے ہیں۔ تم اس طرح نہ کرو۔ پھر میں نے عرض کیا: ہم میں سے کچھ لوگ لکیریں کھینچتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: انبیائے کرام میں سے ایک نبی بھی لکیریں کھینچتے تھے۔ چنانچہ جس آدمی کا لکیر کھینچنا اس کے مطابق ہو وہ صحیح ہے۔ راوی معاویہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میری ایک لونڈی تھی جو احد اور جوانیہ کے علاقوں میں میری بکریاں چرا کر رہی تھی۔ ایک دن میں وہاں گیا تو دیکھا کہ ایک بھیڑیا میری ایک بکری کو اٹھا کر لے گیا ہے۔ آخر میں بھی انسانوں میں سے ایک انسان ہوں۔ مجھے بھی غصہ آتا ہے جس طرح کہ دوسرے لوگوں کو غصہ آجاتا ہے۔ میں نے اسے ایک تھپڑ مار دیا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آیا۔ مجھ پر اسے تھپڑ مارنا بہت گراں گزرا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ کیا میں اس لونڈی کو آزاد نہ کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے میرے پاس لاؤ۔ میں اسے آپ ﷺ کے پاس لے آیا۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اللہ کہاں ہے؟ اس لونڈی نے جواب دیا: آسمان میں۔ آپ ﷺ نے اس سے پوچھا: میں کون ہوں؟ اس لونڈی نے کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”اسے آزاد کر دے کیونکہ یہ لونڈی مومنہ ہے۔“

بحیثیت معلم اعظم آپ ﷺ کی بنیادی خوبیاں:

تہذیب و تمدن سے عاری انسانوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کرنا صبر آزما کام تھا۔ مگر آپ ﷺ نے تعلیم کے جو اصول استعمال کیے وہ آج بھی عین حق ہیں۔ جن کے بنا سیکھنے سکھانے کا عمل مکمل نہیں ہوتا۔ آپ ﷺ بحیثیت معلم درج ذیل نکات پر عمل پیرا رہے۔

1- مقصد کا تعین:

ایک معلم کا بلند مقصد ہمیشہ اس کے مطمح نظر رہتا ہے۔ ”اللہ کی زمین پر اللہ کا نظام قائم کرنا“ اس عظیم مقصد کے لئے غار حرا سے اترتے ہی آپ ﷺ ہمہ تن مصروف عمل ہو گئے۔ پہلے گھر اور خاندان کو دعوت دی پھر قبیلہ کو متوجہ کیا۔ دور نبوت کا ہر لمحہ گواہ ہے کہ آپ اپنے مقصد میں کبھی مصلحت یا مداہنت کا شکار نہیں ہوئے قرآن میں اس کیفیت کی تصویر کشی اس طرح کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم و مربی، سیرت النبی اور عصر حاضر کے تناظر میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ 26-55

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ * لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ * وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ * وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُمْ * وَلَا أَنْتُمْ عَابِدُونَ مَا أَعْبُدُ * لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾¹¹

”آپ فرمادیجئے: اے کافرو! میں ان کی عبادت نہیں کرتا جنہیں تم پوجتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ اور نہ (ہی) میں (آئندہ کبھی) ان کی عبادت کرنے والا ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو۔ اور نہ تم اس کی عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ (سو) تمہارا دین تمہارے لئے اور میرا دین میرے لئے ہے۔“

لوگوں کا مذاق سہا، گالیاں سنیں، پتھر کھائے، شعب ابی طالب کی گھاٹی میں محصور کیے گئے، حتیٰ کہ اپنے محبوب شہر مکہ سے ہجرت پر مجبور ہوئے۔ دنیاوی ترغیبات، تخت و تاج پیش کیے گئے جن کو آپ ﷺ نے ٹھکرا دیا مگر مقصد سے ایک لمحہ کے لیے بھی غافل نہ ہوئے۔

2۔ دل سوزی و درد مندی:

انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نجات دلا کر رب واحد کی بندگی پر آمادہ کرنے کے لیے آپ ﷺ پیغمبرانہ صفت دلسوزی اور تڑپ سے مزین تھے۔ اپنی قوم کو گمراہی سے نکالنے کے لیے شب و روز دل گداز کیفیت میں گزارتے رہے۔

رسول اللہ ﷺ کی اس کیفیت کو حدیث میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ((عن أبي هريرة رضي الله عنه، أنه سمع رسول الله ﷺ، يقول: "إنما مثلي ومثل الناس، كمثل رجل استوقد نارا فلما أضاءت ما حوله، جعل الفراش وهذه الدواب التي تقع في النار يقعن فيها، فجعل ينزعهن ويغلبهن فيقتحمهن فيها، فأنا آخذ بحجزكم عن النار وهم يقتحمون فيها"))¹²

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ نے فرمایا ”میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے جس نے آگ جلائی، جب اس کے چاروں طرف روشنی ہو گئی تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا انہیں اس میں سے نکالنے لگا لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے رہے۔ اسی طرح میں تمہاری کمر کو پکڑ کر آگ سے تمہیں نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرتے جاتے ہو۔“

نبی ﷺ کے اسی درد اور جذبہ کو قرآن کریم میں ان الفاظ میں بیان کیا۔ ارشاد باری ہے:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾¹³

”شاید تو اپنی جان ہلاک کرنے والا ہے اس لیے کہ وہ ایمان نہیں لاتے۔“

رسول کریم ﷺ کے اسی درد اور جذبہ کو سورہ الکہف میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔ ارشاد باری ہے:

﴿لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا﴾¹⁴

”پھر شاید تو ان کے پیچھے افسوس سے اپنی جان ہلاک کر دے گا اگر یہ لوگ اس بات پر ایمان

نہ لائے۔“

رات بھر اپنی امت کے لیے دعائیں مانگتے تھے۔ طائف میں آپ ﷺ پر پتھر برسائے گئے اور آپ ﷺ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔

حضرت جبریلؑ اس مقصد سے آئے کہ ان کو پہاڑوں کے درمیان کچل دیا جائے مگر آپ ﷺ نے بدلہ لینا گوارا نہ کیا کہ شاید یہ ایمان لے آئیں۔ اس واقعہ سے یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ایک معلم کی دلسوزی کس طرح اپنے کمال پر نظر آتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ احد سے زیادہ سخت دن بھی کوئی آیا ہے تو اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ جو فرمایا اس سلسلہ میں درج ذیل حدیث ہے جس کو امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ نے بھی اپنی اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔

((حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ، أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي يُونُسُ، عَنِ ابْنِ شِهَابٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي عُرْوَةُ، أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ، حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا قَالَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ: هَلْ أَتَى عَلَيْكَ يَوْمٌ كَانَ أَشَدَّ مِنْ يَوْمٍ أُحُدٍ، قَالَ: لَقَدْ لَقِيتُ مِنْ قَوْمِكِ مَا لَقِيتُ، وَكَانَ أَشَدَّ مَا لَقِيتُ مِنْهُمْ يَوْمَ الْعَقَبَةِ، إِذْ عَرَضْتُ نَفْسِي عَلَى ابْنِ عَبْدِ يَالِيلَ بْنِ عَبْدِ كُلالٍ، فَلَمْ يُجِبْنِي إِلَىٰ مَا أَرَدْتُ، فَأَنْطَلَقْتُ وَأَنَا مَهْمُومٌ عَلَىٰ وَجْهِ، فَلَمْ أَسْتَفِقْ إِلَّا وَأَنَا بِقَرْنِ الثَّعَالِبِ فَرَفَعْتُ رَأْسِي، فَإِذَا أَنَا بِسَحَابَةٍ قَدْ أَطْلَتْنِي، فَتَنَظَّرْتُ فَإِذَا فِيهَا جَبْرِيلُ، فَتَادَانِي فَقَالَ: إِنَّ اللَّهَ قَدْ سَمِعَ قَوْلَ قَوْمِكَ لَكَ، وَمَا زِدُوا عَلَيْكَ، وَقَدْ بَعَثَ إِلَيْكَ مَلَكَ الْجِبَالِ لِيَتَأَمَّرَ بِمَا شِئْتَ فِيهِمْ، فَتَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ، ثُمَّ قَالَ: يَا مُحَمَّدُ، فَقَالَ: ذَلِكَ فِيمَا شِئْتَ، إِنَّ شِئْتَ أَنْ أَطْبِقَ عَلَيْهِمُ الْأَخْشَبِينَ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: بَلَىٰ أَرْجُو أَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ مِنْ أَصْلَابِهِمْ مَنْ يَعْبُدُ اللَّهَ وَحْدَهُ، لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا)).¹⁵

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے، انھوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ”کیا آپ پر احد کے دن سے سخت دن بھی کبھی آیا ہے؟“ آپ ﷺ نے فرمایا: ”میں نے تمہاری قوم کی طرف سے سخت تکالیف کا سامنا کیا ہے اور لوگوں سے سخت تکلیف جو میں نے اٹھائی وہ عقبہ کے دن

تھی۔ جب میں نے خود کو ابن عبد یلیل بن عبد کلال کے سامنے پیش کیا تو اس نے میری خواہش کے مطابق جواب نہ دیا۔ میں رنجیدہ منہ چلتا ہوا وہاں سے لوٹا۔ (مجھے ہوش نہیں تھا کہ کدھر جا رہا ہوں؟) جب قرن ثعالب پہنچا تو ذرا ہوش آیا۔ میں نے اوپر سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل کے ایک ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر دیا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس میں حضرت جبریلؑ موجود ہیں۔ انھوں نے مجھے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ نے وہ جواب سن لیا ہے جو آپ کی قوم نے آپ کو دیا ہے اور اس نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتے کو بھیجا ہے۔ آپ اسے کافروں کے متعلق جو چاہیں حکم دیں؟ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا۔ پھر اس نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ جو چاہیں (میں تعمیل حکم کے لیے حاضر ہوں)۔ اگر آپ چاہیں تو مکہ کے دونوں جانب جو پہاڑ ہیں ان پر رکھ دوں۔“ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”(نہیں) بلکہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو صرف وحدہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔“

3۔ ابلاغیات پر عبور اور مکمل مہارت:

موثر ابلاغ کی مہارت آپ ﷺ میں بدرجہ کمال موجود تھی۔ آپ ﷺ کی گفتگو اول سے آخر تک نہایت صاف ہوتی، کلام جامع فرماتے تھے جس کے الفاظ مختصر مگر پراثر ہوتے تھے۔

حضرت ام مہدی کی روایت ہے کہ آپ ﷺ شیریں کلام اور واضح بیان تھے۔ نہ کم گو تھے اور نہ زیادہ گو تھے، آپ ﷺ کی گفتگو ایسی تھی کہ جیسے موتی کے دانے پرودیے گئے ہوں۔

((قَالَ أَمَّ مَعْبَدٍ فِي وَصْفِ النَّبِيِّ ﷺ: رَأَيْتُ رَجُلًا ظَاهِرَ الْوَضَاءَةِ، أَبْلَجَ الْوَجْهِ، حَسَنَ الْخَلْقِ، لَمْ تَعْبَهُ نُجْلَةٌ، وَلَمْ تُزْرِهِ صُعْلَةٌ، وَسِيمٌ فَسِيمٌ، فِي عَيْنَيْهِ دَعَجٌ، وَفِي أَشْفَارِهِ وَطْفٌ، وَفِي صَوْتِهِ صَهْلٌ، وَفِي عُنُقِهِ سَطْعٌ، وَفِي لَحْيَتِهِ كَنَائَةٌ، أَزْجٌ، أَقْرَنُ، إِنْ صَمَتَ فَعَلَيْهِ الْوَقَارُ، وَإِنْ تَكَلَّمَ سَمَاءٌ وَعَلَاهُ الْبَهَاءُ، أَجْمَلُ النَّاسِ، وَأَجْمَاهُ مِنْ بَعِيدٍ، وَأَحْسَنُهُ وَأَجْمَلُهُ مِنْ قَرِيبٍ، خُلُوُ الْمِنْطِقِ، فَصْلًا لَا نَزَرَ وَلَا هَذَرَ، كَأَنَّ مِنْطِقَهُ حَرَزَاتٌ نَظْمٌ يَتَحَدَّرْنَ، رُبْعَةٌ لَا تَشْنُوهُ مِنْ طَوْلٍ، وَلَا تَفْتَحُهُ عَيْنٌ مِنْ قَصَرٍ، غُصْنٌ بَيْنَ غُصْنَيْنِ، فَهُوَ أَنْضَرُ الثَّلَاثَةِ مَنْظَرًا، وَأَحْسَنُهُمْ قَدْرًا، لَهُ رُفَقَاءُ يَخْفُونَ بِهِ، إِنْ قَالَ سَمِعُوا لِقَوْلِهِ، وَإِنْ أَمَرَ تَبَادَرُوا إِلَى أَمْرِهِ، يَخْفَوْنَ خَشْيَةً، لَا عَابِسَ، وَلَا مُفَنِّدَ)).¹⁶

ترجمہ: میں نے ایک شخص کو دیکھا جس کی نظافت نمایاں، جس کا چہرہ تاباں، اور جس کی ساخت میں تناسب تھا۔ پاکیزہ اور پسندیدہ خو، نہ فرہی کا عیب نہ لاغری کا نقص، نہ پیٹ نکلا ہوا، نہ سر کے بال گرے ہوئے، چہرہ وجیہہ، جسم تو مند، اور قد موزوں تھا۔ آنکھیں سر مگیں، فراخ اور سیاہ تھیں۔ پتلیاں کالی اور ڈھیلے بہت سفید تھے۔ پلکیں لمبی اور گھنی تھیں۔ ابرو ہلالی، باریک اور پیوستہ، گردن لمبی اور صراحی دار، داڑھی گھنی اور گنجان، سر کے بال سیاہ اور گھنگھریالے، آواز میں کھنک کے ساتھ لطافت، بات کریں تو رخ اور ہاتھ بلند فرمائیں۔ کلام شیریں اور واضح، نہ کم سخن اور نہ بسیار گو، گفتگو اس انداز کی جیسے پروئے ہوئے موتی۔ دور سے سنو تو بلند آہنگ، قریب سے سنو تو دل فریب، کلام نہ طویل نہ بے مقصد بلکہ شیریں، جامع اور مختصر، خاموشی اختیار کرے تو پروقا اور تمکین نظر آئے۔ قد نہ درازی سے بد نما اور نہ اتنا پست کہ نگاہ بلند تر پر اٹھے۔ لوگوں میں بیٹھے تو سب سے جاذب، دور سے نظریں ڈالیں تو بہت بارعب، دو نرم و نازک شاخوں کے درمیان ایک شاخ تازہ جو دیکھنے میں خوش منظر، چاند کے گرد ہالے کی طرح رفیق گرد و پیش۔ جب کچھ کہے تو سراپا گوش۔ حکم دے تو تعمیل میں ایک دوسرے پر سبقت لے جائیں۔ سب کا مخدوم، سب کا مطاع، مزاج میں اعتدال، تندی اور سختی سے دور۔

حضرت عائشہ کی روایت کے مطابق آپ ﷺ کے کلمات میں فصاحت و بلاغت جھلکتی تھی۔ آپ ﷺ تبلیغ کی حکمت سے مالا مال تھے۔ اگر کوئی آپ ﷺ کے الفاظ شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا۔
(عن عائشة أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُحَدِّثُ حَدِيثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَخْصَاهُ))¹⁷

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ”نبی اکرم ﷺ اس انداز سے گفتگو فرماتے کہ اگر کوئی شخص (الفاظ) گننا چاہتا تو (بآسانی) گن سکتا تھا۔“

نبی کریم ﷺ کی گفتگو کا انداز اس قدر دلکش تھا کہ مخاطب اس کو سنتے ہی اپنے دل میں بسا لیا کرتا۔ آپ ﷺ کی گفتگو نہ اس قدر طویل ہوتی کہ سننے والا اکتا جائے، اور نہ اس قدر مختصر ہوتی کہ سننے والے کو سمجھ ہی نہ آئے۔ نبی ﷺ نہایت اعتدال اور توازن کے ساتھ کلام فرماتے تھے۔ آپ ﷺ کی گفتگو عام لوگوں کی طرح جلدی جلدی نہیں ہوتی تھی بلکہ صاف صاف ہر لفظ دوسرے لفظ سے ممتاز ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ پاس بیٹھنے والے اچھی طرح سے اس کو ذہن نشین کر لیتے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کے انداز گفتگو کو یوں بیان فرماتی ہیں:

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم و مربی، سیرت النبی اور عصر حاضر کے تناظر میں ایک تحقیقی و تجرباتی مطالعہ 26-55

((عن عائشة، قالت: ما كان رسول الله ﷺ يسرد سردكم هذا، ولكنه كان يتكلم بكلام يبينه، فصل، يحفظه من جلس إليه)).¹⁸

نبی کریم ﷺ کی گفتگو کے انداز میں تم لوگوں کی طرح تیزی نہیں تھی۔ بلکہ آپ ﷺ جب بات چیت فرماتے تو ہر لفظ کو واضح اور جدا جدا کر کے ادا فرماتے۔ یہاں تک کہ سننے والا اگر چاہتا تو اس کو سن کر یاد بھی کر لیتا۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ بعض مرتبہ کلام کو حسب ضرورت تین تین بار دہراتے تاکہ مخاطبین آپ ﷺ کے الفاظ کو اچھی طرح سمجھ لیں:

((عن أنس بن مالك رضي الله عنه أنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا تَكَلَّمَ بِكَلِمَةٍ أَعَادَهَا ثَلَاثًا حَتَّى تُفْهَمَ عَنْهُ، وَإِذَا أَتَى عَلَى قَوْمٍ فَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ سَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثًا)).¹⁹

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ”نبی ﷺ جب کوئی بات کہتے تو اسے تین بار دہراتے تاکہ آپ ﷺ کی بات کو پوری طرح سمجھ لیا جائے اور جب کچھ لوگوں کے پاس آکر سلام کرتے تو انہیں تین بار سلام کرتے۔“

ایک اور حدیث میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضي الله عنه قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُعِيدُ الْكَلِمَةَ ثَلَاثًا لِيُفْهَمَ)).²⁰

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ”حضور ﷺ کلام کو تین مرتبہ دہراتے تاکہ (آپ ﷺ کے) مخاطبین اُسے اچھی طرح سمجھ لیں۔“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی گفتگو کے بارہ میں حضرت ہند بن ابی ہالہ فرماتے ہیں:

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَتَكَلَّمُ فِي غَيْرِ حَاجَةٍ، طَوِيلَ السَّكْتِ، يَفْتَتِحُ الْكَلَامَ وَيَخْتِمُهُ بِأَشْدَاقِهِ، وَيَتَكَلَّمُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ، كَلَامُهُ فَضْلٌ لَا فَضُولٌ وَلَا تَقْصِيرٌ، لَيْسَ بِالْجَانِي وَلَا الْمَهِينِ)).²¹

”رسول اللہ ﷺ بلا ضرورت گفتگو نہ فرماتے، آپ ﷺ طویل سکوت فرمانے والے (یعنی خاموش طبع) تھے، آغاز کلام اور اُس کا اختتام دہن مبارک کی جانبوں اور کناروں سے ہوتا (یعنی ہر کلمہ کی ادائیگی مکمل طور پر ہوتی)۔ حضور ﷺ کا کلام اقدس مختصر مگر جامع الفاظ پر مشتمل ہوتا، نیز کلمات میں باہم مناسب فاصلہ ہوتا (تاکہ سامعین اچھی طرح سُن اور سمجھ سکیں اور یاد رکھ سکیں)، الفاظ نہ ضرورت سے زیادہ ہوتے اور نہ اتنے مختصر کہ بات ہی واضح نہ ہو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ سخت مزاج تھے اور نہ کسی کی تذلیل کرتے۔“

4- دوران گفتگو کسی کی بات پسند نہ آتی تو غصہ کی بجائے مسکرا دیتے:

دوران گفتگو اگر کوئی بات کسی کی پسند نہ آتی تو غصہ کرنے کی بجائے مسکرا دیتے اور نہایت خندہ پیشانی سے گفتگو فرماتے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((حدثنا مخلد بن خالد الشعيري، حدثنا عمر بن يونس، حدثنا عكرمة يعني ابن عمار، قال: حدثني إسحاق يعني ابن عبد الله بن أبي طلحة، قال: قال أنس: كان رسول الله ﷺ من أحسن الناس خلقا، فارسلي يوما لحاجة، فقلت: والله لا أذهب وفي نفسي أن أذهب لما أمرني به نبي الله ﷺ، قال: فخرجت حتى أمر على صبيان وهم يلعبون في السوق، فإذا رسول الله ﷺ قابض بقفاي من ورائي، فنظرت إليه وهو يضحك، فقال: يا أنيس، اذهب حيث أمرتك، قلت: نعم، أنا أذهب يا رسول الله، قال أنس: والله لقد خدمته سبع سنين أو تسع سنين، ما علمت قال لشيء صنعت: لم فعلت كذا وكذا؟ ولا لشيء تركت: هلا فعلت كذا وكذا)).²²

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ”رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے بہتر اخلاق والے تھے، ایک دن آپ نے مجھے کسی ضرورت سے بھیجا تو میں نے کہا: قسم اللہ کی، میں نہیں جاؤں گا، حالانکہ میرے دل میں یہ بات تھی کہ اللہ کے نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے، اس لیے ضرور جاؤں گا، چنانچہ میں نکلا یہاں تک کہ جب میں کچھ بچوں کے پاس سے گزر رہا تھا اور وہ بازار میں کھیل رہے تھے کہ اچانک رسول اللہ ﷺ نے میرے پیچھے سے میری گردن پکڑ لی، میں نے آپ ﷺ کی طرف مڑ کر دیکھا، آپ ہنس رہے تھے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: ”اے ننھے انس! جاؤ جہاں میں نے تمہیں حکم دیا ہے“ میں نے عرض کیا: ٹھیک ہے، میں جا رہا ہوں، اللہ کے رسول، انس کہتے ہیں: اللہ کی قسم، میں نے سات سال یا نو سال آپ ﷺ کی خدمت کی، لیکن مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے کبھی میرے کسی ایسے کام پر جو میں نے کیا ہو یہ کہا ہو کہ تم نے ایسا اور ایسا کیوں کیا؟ اور نہ ہی کسی ایسے کام پر جسے میں نے نہ کیا ہو یہ کہا ہو کہ تم نے ایسا اور ایسا کیوں نہیں کیا؟“۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کی گفتگو کے بارہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنهما قَالَ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَفْلَحَ النَّبِيِّينَ، إِذَا تَكَلَّمَ رُبِّي كَالْمُؤَرِّجِ يُخْرِجُ مِنْ بَيْنِ ثَنَائِهِ)).²³

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے والے دندان مبارک قدرے کشادہ تھے اور جب آپ ﷺ کلام فرماتے تو یوں نظر آتا گویا آپ ﷺ کے سامنے والے دندان مبارک سے نور کی کرنیں پھوٹ رہی ہیں۔

5۔ ادبی محاسن سے بھرپور جامع مانع گفتگو:

آپ ﷺ کی گفتگو متانت و سنجیدگی کا اعلیٰ نمونہ ہوتی گفتگو کے سلسلے میں آپ کا اصول تھا کہ اچھی گفتگو کرو ورنہ خاموش رہو، آپ ﷺ کے پیش نظر ہمیشہ یہ آیت رہتی تھی۔

﴿قُولُوا لِلنَّاسِ حَسَنًا﴾²⁴

”لوگوں سے اچھی بات کہو۔“

آپ ﷺ ہمیشہ سنجیدہ اور بامقصد گفتگو فرماتے اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین فرماتے۔ آپ ﷺ نے ایک صحابی کو فرمایا:

((أَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ))²⁵

”اپنی زبان کو قابو میں رکھو۔“

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جامع کلمات عطا کیے گئے ہیں۔ یعنی وہ کلام جن میں الفاظ تھوڑے اور مطالب بہت ہوں۔ حضور ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((بُعِثْتُ بِجَوَامِعِ الْكَلِمِ))²⁶

”میں جامع کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔“

جوامع الکلم سے مراد ہے چند الفاظ میں بہت ساری حقیقتوں کو سمو دینا، یہ حضور ﷺ کے لیے اللہ تعالیٰ کا ایک خاص عطیہ ہے۔ آپ ﷺ کے جوامع الکلم کی چند مثالیں درج ذیل ہیں۔

- 1۔ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ. (بخاری و مسلم)
- 2۔ حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ وَإِجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ الْعَاطِسِ. (بخاری و مسلم، ترغیب)
- 3۔ لَا يَرْحَمُ اللَّهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ. (بخاری و مسلم)
- 4۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ. (بخاری و مسلم)
- 5۔ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ. (بخاری و مسلم)
- 6۔ اظْلَمُ ظُلُمَاتٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (بخاری و مسلم)
- 7۔ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكُعْبَيْنِ مِنَ الْأَزَارِ فِي النَّارِ. (بخاری و مسلم)

8- الْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ. (بخاری و مسلم)

9- مَنْ يُحْرِمِ الرَّفَقَ يُحْرِمِ الْخَيْرَ كُلَّهُ. (مسلم)

10- لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرْعَةِ إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ. (بخاری و مسلم)²⁷

6- تشبیہات و تمثیلات کا بھرپور استعمال:

ہر قسم کی مادی تعلیم اور روحانی تربیت کی تکمیل تشبیہ و تمثیل سے ہی ہوتی ہے، تشبیہ و تمثیل ہر زبان میں تعبیر و تفہیم اور اظہار و بیان کا ایک موثر اور خوبصورت ذریعہ رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی لٹریچر خواہ وہ انسانی ہو یا آسمانی اس سے خالی نہ رہ سکا اور نہ یہ ہونا ممکن تھا، کلام الہی کے بعد سب سے زیادہ اہم کلام کلام رسول ہے، آپ ﷺ نے اپنے کلام میں بھی کثرت سے اس ذریعہ تفہیم کو اختیار فرمایا ہے، چند تمثیلات و تشبیہات پیش کیے جاتے ہیں۔ تشبیہ و تمثیل ہر زبان میں تعبیر و تفہیم اور اظہار و بیان کا ایک موثر اور خوبصورت ذریعہ رہا ہے، نیز ہر قسم کی مادی تعلیم و تربیت کی تکمیل تشبیہ و تمثیل سے ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا کا کوئی لٹریچر خواہ وہ انسانی ہو یا آسمانی اسے خالی نہ رہ سکا؛ کیونکہ ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ کلام الہی کے بعد سب سے زیادہ اہم کلام کلام رسول ﷺ ہے۔ کلام نبوی ﷺ میں بھی کثرت سے اس ذریعہ تفہیم کو اختیار کیا گیا ہے اور بعض اہل توفیق نے ان تمثیلات و تشبیہات کو جمع بھی کیا ہے ہم بھی اس مضمون میں احادیث نبوی ﷺ سے صرف چند تمثیلاتی نمونے پیش کر رہے ہیں۔

1- مومن کے لیے آئینہ کی مثال:

آپ ﷺ نے فرمایا:

((حدثنا اصْبَغ قال: اخبرني ابن وهب قال: اخبرني خالد بن حميد، عن خالد بن يزيد، عن سليمان بن

راشد، عن عبد الله بن رافع، عن ابي هريرة قال: المؤمن مرآة أخيه، إذا رأى فيها عيبا أصلحه))²⁸

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: مومن اپنے بھائی کا آئینہ ہے،

جب وہ اس میں کوئی عیب دیکھتا ہے تو اس کی اصلاح کر دیتا ہے۔

اس حدیث میں ایک مومن کو دوسرے مومن کے لیے آئینہ قرار دیا گیا ہے، انسان آئینہ کو اپنی ضرورت سمجھتا ہے، اس میں کوئی عیب ہو تو نقاضہ محبت ابھرتا ہے، نہ انسان اپنی غیبت کرتا ہے، نہ شکوہ شکایت؛ بلکہ اصلاح کی سعی کرتا ہے، یہی رویہ ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان کے ساتھ اپنانا چاہیے، اس تشبیہ کی گہرائی اور گیرائی اور معنویت پر غور کیجیے، اس کے بعد فیصلہ کیجیے کہ دین میں اس سے بہتر اور کوئی تشبیہ ممکن ہے؟

2- دنیا سے بے رغبتی اور لا تعلقی:

آپ ﷺ نے ایک موقع پر دنیا سے بے رغبتی اور بے اعتنائی کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم و مربی، سیرت النبی اور عصر حاضر کے تناظر میں ایک تحقیقی و تجرباتی مطالعہ 26-55

((عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما، قال: أخذ رسول الله ﷺ بمنكبي، فقال: "كن في الدنيا كأنك غريب، أو عابر سبيل"، وكان ابن عمر يقول: إذا أمسيت فلا تنتظر الصباح، وإذا أصبحت فلا تنتظر المساء، وخذ من صحتك لمرضك ومن حياتك لموتك)).²⁹

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا: ”دنیا میں اس طرح ہو جا جیسے تو مسافر یا راستہ چلنے والا ہو۔“ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے شام ہو جائے تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو، اپنی صحت کو مرض سے پہلے غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔

آپ ﷺ نے یہاں محسوس چیز کو محسوس سے تشبیہ دی ہے۔ دنیا سے انسان کے تعلق کی بے ثباتی اور ضرورت کے مطابق متاعِ دنیا سے نفع اٹھانے اور حرص و طمع سے اجتناب کی تلقین کے لیے اس سے بہتر شاید کوئی مثال نہیں ہو سکتی۔

3۔ بے عمل و اعظ جیسے چراغ تلے اندھیرا:

اس کے متعلق حضور ﷺ نے نہایت لطیف مثال دی ہے فرمایا:

((مثل الذي يُعَلِّمُ النَّاسَ الْخَيْرَ وَيَنْسِي نَفْسَهُ كَمَثَلِ السِّتْرَاجِ الَّذِي يُضِيئُ النَّاسَ وَيُخْرِقُ نَفْسَهُ))³⁰
”جو شخص کسی کو نیکی کی تعلیم دے اور خود اس پر عمل نہ کرے اس کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو اوروں کو توروشنی دے اور اپنے آپ کو جلاتا رہے۔“

4۔ حُبِ جاہ و مال میں بھیڑیوں کی مثال:

دنیا میں کون انسان ہے، جسے عزت اور دولت محبوب و مرغوب نہ ہو۔ یہ چیزیں صرف مرغوب ہی نہیں؛ بلکہ ان میں ہر روز اضافہ چاہتا ہے اور کوئی مقام ایسا نہیں جہاں یہ ہوس جا کر رک جائے۔ جب یہ محبت روح میں پیوست ہو جائے تو زندگی کا نصب العین بن جاتی ہے اور پھر ہر فتنہ و فساد اسی سے پیدا ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے انسان سیاست و مذہب کے نئے نئے روپ دھارتا ہے اور ہر راہ سے اپنا یہ مقصد حاصل کرنے کی فکر میں لگا رہتا ہے۔ ہوس زر ہو یا ہوسِ اقتدار دونوں انسانیت اور دین کے لیے زہر ہیں۔ اس لیے حضور ﷺ نے اس کی تمثیل یوں بیان فرمائی۔

((مَا ذُئِبَانٍ جَائِعَانِ أُرْسِلَا فِي غَنَمٍ بِأَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَى الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِينِهِ))³¹

”دو بھوکے بھیڑیے جنہیں بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیا جائے اتنا نقصان نہیں پہنچائیں گے جتنا نقصان آدمی کے مال و جاہ کی حرص اس کے دین کو پہنچاتی ہے۔“

5۔ نماز اور مغفرت گناہ:

پانچ وقت کی نماز پابندی سے ادا کرنی والے کی مثال اس شخص سے دی جو اپنے گھر کے سامنے جاری نہر میں پانچ مرتبہ غسل کرے تو اس کے جسم پر کوئی میل کچیل باقی نہیں رہتی۔ نبی پاک ﷺ کا فرمان گرامی ہے:

((أرايتم لو أن نहरًا بباب أحدكم يغتسل فيه كل يوم خمسًا ما تقول ذلك بيقني من درنه، قالوا: لا بيقني من درنه شيئًا، قال: فذلك مثل الصلوات الخمس، يمحو الله به الخطايا)).³²

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ ﷺ فرماتے تھے ”اگر کسی شخص کے دروازے پر نہر جاری ہو اور وہ روزانہ اس میں پانچ پانچ دفعہ نہائے تو تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا اس کے بدن پر کچھ بھی میل باقی رہ سکتا ہے؟ صحابہ نے عرض کی کہ نہیں یا رسول اللہ! ہر گز نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں وقت کی نمازوں کا ہے کہ اللہ پاک ان کے ذریعہ سے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔“

مذکورہ حدیث میں جو تمثیل و تشبیہ ہے وہ نہایت اعلیٰ اور عمدہ ہے؛ مگر یہ صرف انھیں لوگوں کے لیے ہے، جو حقیقت صلاۃ سے واقف ہوں۔ نماز ہوتی ہی ہے تطہیر قلب و نگاہ کے لیے، اخلاق و سیرت کی بلندی کے لیے، نفس اتارہ کے تزکیہ کے لیے، جو دن رات میں کئی مرتبہ خدا کے سامنے حاضر ہو کر اپنی بندگی اور عبدیت کا اظہار کرے اور اس کے تقاضوں کو سمجھے اس کے گناہ دھل جانے میں کیا شک و شبہ ہو سکتا ہے۔

6۔ تلاوت قرآن اور اثرِ صحبت:

تلاوت کرنے والے اور نہ کرنے والے دونوں مومن متقی بھی ہو سکتے ہیں اور مومن و فاسق بھی، ان میں سے ہر ایک کے لیے حضور ﷺ نے الگ الگ تشبیہیں دی ہیں۔ ایک مومن قاری کی دوسری غیر مومن قاری کی تیسری فاسق قاری کی اور چوتھی فاسق غیر قاری کی۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن كمثل الأترجة ريحها طيب وطعمها طيب، ومثل المؤمن الذي لا يقرأ القرآن كمثل التمرة لا ريح لها وطعمها حلو، ومثل المنافق الذي يقرأ القرآن كمثل الريحانة ريحها طيب وطعمها مر، ومثل المنافق الذي لا يقرأ القرآن كمثل الحنظلة ريحها مر وطعمها مر)).³³

"اس مومن کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے سنگترے کی سی ہے جس کی خوشبو بھی اچھی ہے اور ذائقہ و مزہ بھی اچھا ہے، اور اس مومن کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا اس کھجور کی سی ہے جس میں کوئی خوشبو نہیں ہے اور مزہ میٹھا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے

خوشبودار پودے کی ہے جس کی بو، مہک تو اچھی ہے مزرہ کڑوا ہے۔ اور اس منافق کی مثال جو قرآن نہیں پڑھتا ہے اندرائن (حنظل) (ایک کڑوا پھل) کی طرح ہے جس کی بو بھی اچھی نہیں اور مزرہ بھی اچھا نہیں۔"

7۔ مومن کی بہترین تمثیل پودے کی پہلی کونیل کے ساتھ:

آنحضرت ﷺ نے مومن مخلص کو پودے کی پہلی کونیل سے تشبیہ دی ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((حدثنا إبراهيم بن المنذر، قال: حدثني محمد بن فليح، قال: حدثني أبي، عن هلال بن علي من بني عامر بن لؤي، عن عطاء بن يسار، عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: "قال رسول الله ﷺ مثل المؤمن كمثل الخامة من الزرع، من حيث انتهت الريح كفاتها، فإذا اعتدلت تكفأ بالبلاء، والفاجر كالارزة، صماء معتدلة حتى يقصمها الله إذا شاء)).³⁴

ہم سے ابراہیم بن المنذر نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے محمد بن فلیح نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، ان سے بنی عامر بن لوی کے ایک مرد ہلال بن علی نے، ان سے عطاء بن یسار نے اور ان سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "مومن کی مثال پودے کی پہلی نکلی ہوئی ہری شاخ جیسی ہے کہ جب بھی ہوا چلتی ہے اسے جھکا دیتی ہے پھر وہ سیدھا ہو کر مصیبت برداشت کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور بدکار کی مثال صنوبر کے درخت جیسی ہے کہ سخت ہوتا ہے اور سیدھا کھڑا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے اسے اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔"

8۔ مسلمان کی مثال کھجور کی طرح:

((عن عبد الله بن عمر، يقول: قال رسول الله ﷺ: "إن من الشجر شجرة لا يسقط ورقها، وإنها مثل المسلم، فحدثوني ما هي؟" فوقع الناس في شجر البوادي، قال عبد الله: ووقع في نفسي أنها النخلة، فاستحييت، ثم قالوا: حدثنا ما هي يا رسول الله؟، قال: فقال: "هي النخلة"، قال: فذكرت ذلك لعمر، قال: لأن تكون قلت هي النخلة أحب إلي من كذا وكذا)).³⁵

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "درختوں میں ایک درخت ایسا ہے جس کے پتے نہیں گرتے وہی مثال ہے مسلمان کی، تو مجھ سے بیان کرو

وہ کون سا درخت ہے؟“ لوگوں نے جنگل کے درختوں کا خیال شروع کیا۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میرے دل میں آیا وہ کھجور کا درخت ہے لیکن میں نے شرم کی (اور نہ کہا:)، پھر لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ بیان فرمائیے، وہ کون سا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”وہ کھجور کا درخت ہے“۔ سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: پھر میں نے یہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا: اگر تو کہہ دیتا کہ وہ کھجور کا درخت ہے (جب آپ ﷺ نے پوچھا تھا) تو مجھے ایسی ایسی چیزوں کے ملنے سے زیادہ پسند تھا۔“

اس حدیث میں آپ ﷺ نے مسلمانوں کو کھجور کے درخت سے اس لیے مشابہ قرار دیا کہ کھجور کا درخت ہمیشہ ہر ا بھر اور خزاں نا آشکار ہوتا ہے؛ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے سوال میں فرمایا کہ وہ درخت ایسا ہے جس کے پتے گرتے نہیں ہیں، گویا اس تشبیہ میں مسلمانوں کو متنبہ کرنا مقصود ہے کہ مسلمانوں کو بھی ہمیشہ ذکر و تسبیح کے ذریعہ ہر ابھر ا رہنا چاہیے۔ دوسری بات یہ ہے کہ کھجور کا درخت بڑا ہی بابرکت اور نافع درخت ہے، کھجور کا پورا وجود انسان کے لیے نفع بخش ہے (اس کے پھل، پتے، بیج، تنہ، جڑ اور سایہ، یہ سبھی انسان کی ضرورت میں کام آتے ہیں) گویا مومن کو اس درخت سے تشبیہ دے کر اس کی نفعیت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ مومن کو اپنے سماں اور معاشرے کے لیے نافع ہونا چاہیے۔

7- تجزیاتی کلام:

رسول اللہ ﷺ کا طرز گفتگو یہ بھی ہوتا تھا کہ کسی بات پر ہمہ پہلو گفتگو فرماتے اور ایسا منطقی تجزیہ فرماتے کہ کوئی پہلو اس سے باہر نہ جاسکے، جیسے آپ ﷺ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ يَقُولُ الْعَبْدُ مَا لِي مَالِي إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلْتُ فَأَقْتَنِي أَوْ لَبَسْتُ فَأَبْلَى أَوْ أُعْطِيَ فَأَقْتَنِي وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ))³⁶

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال اس لیے تو اس کے مال سے صرف تین چیزیں ہیں۔ جو اس نے کھایا اور فنا کر دیا، جو پہنا اور بوسیدہ کر دیا، یا جو کسی کو دے کر آخرت کے لیے ذخیرہ کر لیا۔ اس کے سوا جو کچھ بھی ہے تو وہ (بندہ جانے والا اور اس (مال) کو لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے)۔“

یہ گفتگو نہایت موثر اور عقل کو اپیل کرنے والی ہوتی ہے کہ صاحب عقل و انصاف کے لیے اس کو قبول کئے بغیر چارہ نہیں۔

8۔ نمبر دار اور با ترتیب گفتگو:

گفتگو کو دلچسپ، موثر اور یاد رکھنے میں سہل و آسان بنانے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ مختلف باتیں کہنی ہوں تو ترتیب وار کی جائیں اور پہلے اسکی تعداد شمار کرادی جائے مثلاً مجھے تین باتیں کہنی ہیں، آنحضرت ﷺ کی گفتگو میں بھی یہ طریقہ آپ کو بکثرت ملے گا۔ جیسے ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال: قال رسول الله ﷺ: "ثلاث دعوات مستجابات: دعوة المظلوم، ودعوة المسافر، ودعوة الوالد على ولده)).³⁷

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تین طرح کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں: مظلوم کی دعا، مسافر کی دعا، اور باپ کی بددعا اپنے بیٹے کے حق میں۔“

ایک دوسرے موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيهِ وَجَدَ بِهِنَّ خَلَاوَةَ الْإِيمَانِ: مَنْ كَانَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا، وَأَنْ يُحِبَّ الْمَرْءَ لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ، وَأَنْ يَكْرَهُ أَنْ يَعُودَ فِي الْكُفْرِ بَعْدَ أَنْ أَنْقَذَهُ اللَّهُ مِنْهُ، كَمَا يَكْرَهُ أَنْ يُقَذَفَ فِي النَّارِ)).³⁸

حضرت انسؓ سے روایت کی، وہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: ”جس شخص میں تین باتیں پائیں جائیں گی وہ ان کے ذریعے سے ایمان کی حلاوت پالے گا: جسے اللہ اور اس کا رسول باقی ہر کسی سے بڑھ کر محبوب ہوں، (دوسری) یہ کہ جس کسی سے بھی محبت کرے، اللہ ہی کے لیے کرے اور (تیسری) یہ کہ اللہ نے جب اسے کفر سے بچا لیا ہے تو وہ دوبارہ کفر کی طرف پلٹنے سے وہ اس طرح نفرت کرے جیسی اس بات سے نفرت کرتا ہے کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے۔“

8۔ استفہامیہ انداز کلام:

استفہام کے معنی استفسار اور سوال کے ہیں، آپ ﷺ نے متعدد اور بے شمار مواقع پر استفہامیہ انداز کلام کو اختیار فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کا معمول مبارک تھا کہ کسی اہم بات کی طرف متوجہ کرنے کے لیے پہلے استفہامیہ انداز اختیار کرتے اور ایسا سوال کرتے کہ ہر شخص گوش بر آواز ہو جائے اور اگلی بات سننے کی خواہش دل میں چمکیاں لینے لگے پھر آپ ﷺ ارشاد فرماتے، ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((حدثني عمر بن حفص، حدثني أبي، حدثنا الأعمش، قال: حدثني إبراهيم التيمي، عن الحارث بن سويد، قال عبد الله، قال النبي ﷺ: "أَيْكُمْ مَالٌ وَارِثُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ مِنْ مَالِهِ"، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا مَنَّا أَحَدٌ إِلَّا مَالُهُ أَحَبُّ إِلَيْهِ، قَالَ: "فَإِنْ مَالُهُ مَا قَدَمَ، وَمَالٌ وَارِثُهُ مَا أُخِرَ)).³⁹

"مجھ سے عمر بن حفص نے بیان کیا، کہا مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہا ہم سے اعمش نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم تیمی نے بیان کیا، ان سے حارث بن سويد نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا "تم میں کون ہے جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو"۔ صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم میں کوئی ایسا نہیں جسے مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "پھر اس کا مال وہ ہے جو اس نے (موت سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں خرچ) کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جو وہ چھوڑ کر مرا"۔

ایک اور موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: أَتَذَرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَكَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ هَذَا وَسَفَكَ دَمَ هَذَا وَضَرَبَ هَذَا فَيُعْطَى هَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ وَهَذَا مِنْ حَسَنَاتِهِ فَإِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهُ قَبْلَ أَنْ يُقْضَى مَا عَلَيْهِ أَخَذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ ثُمَّ طُرِحَ فِي النَّارِ)).⁴⁰

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ نے کہا: ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس نہ درہم ہو، نہ کوئی ساز و سامان۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاة لے کر آئے گا اور اس طرح آئے گا کہ (دنیا میں) اس کو گالی دی ہوگی، اس پر بہتان لگایا ہوگا، اس کا مال کھایا ہوگا، اس کا خون بہایا ہوگا اور اس کو مارا ہوگا، تو اس کی نیکیوں میں سے اس کو بھی دیا جائے گا اور اس کو بھی دیا جائے گا اور اگر اس پر جو ذمہ ہے اس کی ادائیگی سے پہلے اس کی ساری نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو ان کے گناہوں کو لے کر اس پر ڈالا جائے گا، پھر اس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔"

9۔ معنی اور لفظ میں صوتی ہم آہنگی (مطابقت):

کسی معنی کے اظہار کے لیے ایسے لفظ کا استعمال کہ خود آواز اور تلفظ ہی اس کی کیفیت کو ظاہر کر دے یہ بھی زبان و بیان کے محاسن اور کمالات میں سے ہے مثلاً اٹک اٹک کر قرآن پڑھنے کی مشقت کو آپ نے اس طرح ظاہر فرمایا:

((عن عائشة قالت: قال رسول الله ﷺ: "الماهر بالقرآن مع السفرة الكرام البررة، والذي يقرأ القرآن

ويتتعتع فيه وهو عليه شاق، له أجران)).⁴¹

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”قرآن کا مشاق (اس سے حافظ مراد ہو سکتا ہے) ان بزرگ فرشتوں کے ساتھ ہے جو لوح محفوظ کے پاس لکھتے رہتے ہیں اور جو قرآن پڑھتا ہے اور اس میں اکتا ہے اور اس کو مشقت ہوتی ہے اس کو دو گنا ثواب ہے۔ اس میں ”یتنعتع“ کا لفظ خود زبان حال سے اس مشقت کا بیان و اظہار ہے۔

10۔ کلام نبوی میں مجاز اور کنایہ:

ادب کی اہم صنف مجاز اور کنایہ ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ لفظ یا جملہ کے حقیقی معنی کے بجائے لوازم معنی مراد لیے جائیں، کلام نبوی میں یہ بکثرت استعمال ہوا ہے ہر چند کہ فصحاء عرب ”مجاز“ کے استعمال میں ید طولی رکھتے تھے اور ان کو اس خصوصیت پر بڑا ناز تھا، لیکن پیغمبر خدا ﷺ کی مجازی تراکیب کے سامنے وہ شرمندہ و سرگندہ تھے۔ ذیل میں چند ارشادات پیش کر رہا ہوں جو اپنے مجازی معنوں میں استعمال ہوئے ہیں۔

1۔ ((هدنة على دخن))⁴²

”صلح دھوئیں پر ہے“

یعنی لوگوں کے دل پہلے کی طرح صاف نہیں ہوں گے ان کے دلوں میں بغض و کینہ باقی رہے گا۔

2۔ ((كل الصيد في جوف الفراء))

”سب شکار جنگلی گدھے کے پیٹ میں“

یعنی ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں۔

11۔ نادر اور اچھوتے الفاظ کا انتخاب:

مختلف معانی اور مفہیم اور ان کے لیے موزوں سے موزوں تر الفاظ و مرکبات کے انتخاب میں بھی آپ ﷺ ید طولی رکھتے تھے، بسا اوقات آپ نے ایسے الفاظ، مرکبات اور جملے استعمال فرمائے ہیں جن سے عام طور پر عربوں کے کان نا آشنا تھے، ایسے جملے اور کلمات کا استعمال ”بیان“ کی ان خوبیوں میں سے ہے جن کی بلاغت میں نظیر نہیں ملتی۔

ایک بار ابو تمیمہؓ صحابیؓ حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے ان کو جو نصائح فرمائیں ان میں ایک جملہ یہ بھی ارشاد فرمایا:

((وإياك وإسبال الإزار فإنها من المخيلة، وإن الله لا يحب المخيلة))⁴³

انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ”مخیلہ“ کیا ہے؟ ہم قوم عرب سے ہیں لیکن ہم یہ لفظ نہیں سمجھ سکے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”مخیلہ ازار کا زمین پر گھسٹانا ہے، گویا یہ تکبر کی علامت ہے، اس کے بعد یہ لفظ ”مخیلہ“ تکبر کے معنی میں استعمال ہونے لگا اور حضور ﷺ نے اس کو متعدد بار استعمال فرمایا۔

12- فصل و وصل:

عربی زبان میں دو جملوں کو کسی حرف عطف کے ذریعہ مربوط کرنے یا بغیر حرف عطف کے ذکر کرنے کے مستقل قواعد ہیں جو ادب کی اصطلاح میں ”فصل و وصل“ کے نام سے جانے جاتے ہیں، ان کی رعایت کلام میں ایک لطف پیدا کرتی ہے کلام نبویؐ میں اس کا بڑا خوبصورت استعمال موجود ہے۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا:

((أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: أَدِّ الْأَمَانَةَ إِلَى مَنْ ائْتَمَنَكَ وَلَا تَخُنْ مَنْ خَانَكَ)).⁴⁴

ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ”جو تمہارے پاس امانت رکھے اُسے امانت لوٹاؤ اور جو تمہارے ساتھ خیانت کرے اس کے ساتھ (بھی) خیانت نہ کرو۔“

امانت و خیانت ایک دوسرے کی ضد ہیں اور امانت کی ادائیگی اور خیانت سے اجتناب ایک دوسرے کے لوازم ہیں۔

13- کلام نبویؐ میں لفظی مناسبت:

زبان و ادب کی خوبیوں اور رعنائیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دوائیسے الفاظ استعمال کیے جائیں جو تلفظ میں یکسانیت یا قربت رکھتے ہوں اور معنی و مقصود میں ایک دوسرے سے مختلف، لیکن ایسی لفظی مناسبت میں بے ساختگی اور برجستگی شرط ہے۔ آنحضرت ﷺ کی گفتگو میں اس طرح کے خوبصورت، برجستہ فقرے کثرت سے ملتے ہیں، بطور مثال چند فقرے پیش کئے جاتے ہیں:

1- ((أَسْلِمَ تَسْلَمَ)).⁴⁵

اسلام قبول کرو و نجات پاؤ گے۔

2- ((ان رسول الله ﷺ قال: "على المنبر غفار غفر الله"))⁴⁶

رسول اللہ ﷺ نے منبر پر فرمایا: ”قبیلہ غفار کی اللہ تعالیٰ نے مغفرت فرمادی۔“

3- ((واسلم سلمها))⁴⁷

”اور قبیلہ اسلم کو اللہ تعالیٰ نے سلامت رکھا“

4- ((وعصية عصت الله ورسوله)).⁴⁸

اور قبیلہ عسہ نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔

14- رعایت سجع و نغمیں کیفیت:

آنحضرت ﷺ کی گفتگو کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ نے متعدد اور بے شمار مواقع پر ایسے فقرے اور جملے استعمال فرمائے جس میں رعایت سجع کا جلوہ نمایاں ہے۔ ادب اور زبان کی اصطلاح میں سجع کہتے ہیں فقروں کی

ایسی ترتیب جس کے آخری حروف میں یکسانیت ہو اور ان فقرہوں میں ایک طرح کا آہنگ ہو۔ اگر مجمع کی رعایت میں تکلف اور تصنع کا دخل ہو تو اہل ذوق کے لیے اس سے زیادہ گراں خاطر کچھ اور کلام نہیں، لیکن اگر اس میں بے تکلفی، بے ساختگی اور برجستگی ہو تو پھر اس کی لذت اور حلاوت کا کیا کہنا۔ آپ ﷺ کے تمام نصح میں بھی اور دعاؤں میں بھی یہ رنگ خوب نمایاں ہے۔ مثلاً ایک خطبے (تقریر) میں آپ ﷺ نے فرمایا:

((يا أيها الناس أفشوا السلام، وأطعموا الطعام، وصلوا الأرحام، وصلوا بالليل والناس نيام، تدخلوا الجنة بسلام))⁴⁹

”لوگو! سلام کو عام کرو، کھانا کھلاؤ، رشتوں کو جوڑو، اور رات میں جب لوگ سو رہے ہوں تو

نماز ادا کرو، (ایسا کرنے سے) تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گے۔“

بعض مواقع پر تو آپ ﷺ کے کلام میں یہ رعایت سچ اتنی خوبصورت ہے کہ گویا تاثیر میں شاعری مثلاً بخاری کی آخری حدیث میں ہے۔

((عن أبي هريرة رضي الله عنه، قال قال النبي ﷺ: "كلمتان حبيبتان إلى الرحمن خفيفتان على اللسان،

ثقلتان في الميزان، سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم))⁵⁰

حضرت ابو ہریرہ سے انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”دو کلمے ایسے ہیں جو اللہ تبارک و

تعالیٰ کو بہت ہی پسند ہیں جو زبان پر ہلکے ہیں اور قیامت کے دن اعمال کے ترازو میں بوجھل اور با وزن

ہوں گے، وہ کلمات مبارک یہ ہیں۔ سبحان الله وبحمده، سبحان الله العظيم۔“

15۔ دلچسپ آغاز کلام:

اللہ تعالیٰ نے تاجدار مدینہ کو آغاز کلام کا بھی ایک خاص سلیقہ ودیعت فرمایا تھا، اگر اس نقطہ نظر اور پہلو سے کلام نبوی ﷺ

کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بھی بلاغت نبوی ﷺ کا ایک مستقل باب اور عنوان ثابت ہو گا۔ متعدد روایات میں اس طرز پر گفتگو

شروع فرماتے کہ مخاطب ہمہ تن گوش ہو جائے کہ آگے کیا بات کہی جانے والی ہے۔ مثلاً ایک موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

((قال رسول الله ﷺ: "عجبا لأمر المؤمن، إن أمره كله خير، وليس ذاك لأحد إلا للمؤمن إن أصابته

سراء شكر، فكان خيرا له، وإن أصابته ضراء صبر، فكان خيرا له))⁵¹

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”مومن کا بھی عجب حال ہے اس کا ثواب کہیں نہیں گیا۔ یہ بات

کسی کو حاصل نہیں ہے اگر اس کو خوشی حاصل ہوئی تو وہ شکر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے

اور جو اس کو نقصان پہنچا تو صبر کرتا ہے اس میں بھی ثواب ہے۔“

اس حدیث میں آپ ﷺ کا یہ ارشاد فرمانا کہ ”باعث تعجب ہے مومن کا معاملہ“ کس قدر دلچسپ اور قلب و دماغ اور ذہن و فکر کو متوجہ کرنے والا اور خوابیدہ اذہان کو چوکا دینے والا ہے۔

16- کلام نبویؐ میں ”التفات“ کی جھلک:

بلاغت کی اصطلاح اور قواعد میں ”التفات“ بھی ہے یعنی مخاطب میں ایسی تبدیلی کہ مقصد بھی حاصل ہو جائے اور منشاء بھی فوت نہ ہونے پائے۔ عربی زبان میں اس انداز مخاطب کو پسند کیا جاتا ہے اور بہتر طرز کلام مانا جاتا ہے، آنحضرت ﷺ کی گفتگو اور کلام میں اس حسن تکلم کی پوری پوری رعایت موجود ہے خاص کر آپ ﷺ نے دعاؤں میں اکثر ”التفات“ سے کام لیا ہے۔ مثلاً آنحضرت ﷺ جب رکوع میں جاتے تو اس طرح دعا فرماتے:

((اللَّهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ وَبِكَ آمَنْتُ وَلَكَ أَسْلَمْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ أَنْتَ رَبِّي خَشَعْتُ سَمْعِي وَبَصَرِي وَدَمْعِي وَلَحْمِي وَعَظْمِي وَعَصَبِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ)).⁵²

”اے اللہ! میں تیرے سامنے جھکا، تجھ پر ایمان لایا، اپنے آپ کو تیرے سپرد کیا اور تجھی پر بھروسہ کیا۔ تو میرا رب ہے۔ میرے کانوں، آنکھوں، خون، گوشت، ہڈیوں اور پٹھوں نے اللہ عزوجل کے سامنے عاجز و نیاز ظاہر کیا جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔“

اس دعا میں ابتداء صیغہ خطاب سے اللہ رب العزت کا ذکر کیا گیا، پھر اختتام دعا پر اللہ رب العزت کا نام نامی ذکر کیا گیا۔

17- مقابلہ:

حسن کلام کا ایک طریقہ ”مقابلہ“ بھی ہے، بلاغت کے اعتبار سے مقابلہ کہتے ہیں کہ پہلے ایک بات ذکر کی جائے اور پھر اس کے مقابلہ میں ایسی بات ذکر کی جائے جو اس کے مقابل ہو، اس انداز کلام سے ایک خاص قسم کی تاکید، ہم آہنگی اور رعنائی و خوبصورتی پیدا ہوتی ہے، آپ کے کلام اور گفتگو میں یہ انداز اور طریقہ کثرت سے پایا جاتا ہے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

((عليك بالرفق يا عائشة فانه ما كان في شيء إلا زانه ولا تنزع من شيء إلا شانه)).⁵³

”عائشہ! نرمی اختیار کرو کہ جس میں یہ وصف پایا جاتا ہے اس کو آراستہ کرتا ہے اور جو اس سے محروم ہو اس کو عیب دار بناتا ہے۔“

18- مربیانہ مزاج:

مثالی معلم نرم مزاج، خوش اخلاق اور رقیق القلب ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ نے نرم خوئی سے درشت مزاج مشرکین کو زیر کیا۔ جس کی گواہی قرآن یوں دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم و مربی، سیرت النبی اور عصر حاضر کے تناظر میں ایک تحقیقی و تجرباتی مطالعہ 26-55

﴿فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ﴾⁵⁴

”پھر اللہ کی رحمت کے سبب سے تو ان کے لیے نرم ہو گیا، اور اگر تو تند خواہ اور سخت دل ہوتا تو البتہ تیرے گرد سے بھاگ جاتے، پس انہیں معاف کر دے اور ان کے واسطے بخشش مانگ اور کام میں ان سے مشورہ لیا کر، پھر جب تو اس کام کا ارادہ کر چکا تو اللہ پر بھروسہ کر، بے شک اللہ توکل کرنے والے لوگوں کو پسند کرتا ہے۔“

الغرض تاجدار مدینہ رسول عربی اور بنی امی کی گفتگو اور کلام ان مضامین و معانی کا حامل ہوتا تھا جو انتہائی حکیمانہ عاقلانہ اور الہامات نبوت اور وحی الہی سے ماخوذ ہوتے تھے۔ آپ ﷺ کے کلام و بیان کے یہ تمام محاسن کسی نہیں تھے بلکہ وہی اور توفیقی تھے اور زبان دانی کے یہ تمام کمالات آنحضرت ﷺ کی ذات والا صفات میں ایک معجزہ بن کر نمایاں ہوئے تھے اور اس موہبت عظمیٰ کی عطا کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی ذات والا کو انتخاب فرمایا تھا۔

19۔ کمال درجہ کی تربیت:

مختلف مزاج کے افراد کی تربیت میں انسانی نفسیات کا خیال رکھتے۔ سوال پوچھنے والے کے ظرف اور وسعت کے مطابق جواب دیتے۔ موقع کے لحاظ سے خوشخبری اور وعید سناتے۔ اہل و عیال، پڑوسی، ساتھی، غلام حتیٰ کہ دشمن بھی آپ ﷺ سے رہنمائی لیتے۔ عملی سرگرمیوں کے انداز میں مسجد اور مدرسے کے علاوہ آپ ﷺ نے سفر و حضر کے مختلف مواقعوں پر بھی صحابہ کی تربیت کا موقع ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ رول پلے کے طریقہ میں حضرت جبرائیلؑ کا واقعہ قابل ذکر ہے جب وہ ایک شخص کے روپ میں آکر سوال جواب کے ذریعے تعلیم دیتے ہیں۔ جس کے آخر میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

((یا عمر أتدری من السائل؟ قلت: الله ورسوله أعلم، قال فإنه جبریل أتاكم يعلمكم دينكم)).⁵⁵

”اے عمر رضی اللہ عنہ کیا تمہیں علم ہے کہ وہ سوال کرنے والا کون تھا میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں، آپ نے فرمایا وہ جبریل تھے، تمہاری اس مجلس میں اس لئے آئے تھے کہ تم لوگوں کو تمہارا دین سکھائیں۔“

نتائج اور سفارشات

1۔ سب سے پہلے تو اولادین کی یہ ذمہ داری ہے کہ خود بھی علم حاصل کریں اور اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا بھی انتظام کریں۔

- 2- علماء کرام چونکہ انبیاء کے وارث ہیں اس لیے انہیں تعلیم و تربیت کو اپنا فرض منصبی سمجھ کر معاشرے میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔
- 3- معاشرہ کے ہر فرد کی بھی ذمہ داری ہے کہ معاشرے کی تعلیم و تربیت میں حتی المقدور اپنا حصہ ڈالیں۔
- 4- موجودہ دور میں قوموں کی ترقی اور تعلیم و تربیت میں میڈیا کو بھی کو تعلیم و تربیت کی اہمیت کو معاشرے میں اجاگر کرنا چاہیے۔
- 5- منبر و محراب بھی لوگوں کی تعلیم و تربیت میں ایک مؤثر کردار ادا کر سکتا ہے۔ اس لیے یہاں سے بھی بھرپور کردار ادا کرنا چاہیے۔
- 6- سیاسی جماعتوں کے قائدین اور زعماء کو بھی معاشرے کی اصلاح اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے اپنا مثبت کردار ادا کرنا چاہیے۔
- 7- حکومتی سطح پر اور خاص کر محکمہ تعلیم کی ذمہ داری ہے کہ وہ نوجوان نسل کی تعلیم و تربیت میں سپیشل کردار ادا کریں۔
- 8- تعلیم و تربیت میں ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ ذریعہ تعلیم ہمیشہ قومی یا مادری زبان ہونا چاہیے۔ تاکہ مقصد کا حصول ممکن ہو سکے۔
- 9- طبقاتی نظام تعلیم کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے اور بلا امتیاز سب کو یکساں تعلیم و تربیت کے مواقع فراہم کرنے چاہیے۔
- 10- بہترین تعلیم و تربیت کے لیے ضروری ہے کہ محکمہ تعلیم اساتذہ اور معلمین کا تقرر میرٹ اور اہلیت کی بنیاد پر کرے۔

(الھوامش References)

¹ - ابو داود، سلیمان بن الاشعث ابی داود السجستانی: سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب کراہیۃ استقبال القبلیۃ عند قضاء الحاجۃ، حدیث 8، دار الحضارۃ للنشر والتوزیع، 1436ھ، الریاض

Abu Dawood, Sulaiman bin Ashas, Abudawood Al-Sajastani: Sunan Abi Dawood, Kitab Al-Taharah, Baab karahiata Istiqbal al-qiblata, Hadis: 8, Dar-Al-Hazarat, 1436H, Riaz.

² - البقرۃ: 187

Al-Baqara:187

نبی کریم ﷺ بحیثیت معلم و مربی، سیرت النبی اور عصر حاضر کے تناظر میں ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ 26-55

- ³۔ بنی اسرائیل: 24
Bani-Israeel:24
- ⁴۔ البقرة: 129
Al-Baqara:129
- ⁵۔ البقرة: 151
Al-Baqara:151
- ⁶۔ الجمعة: 2
Al-Jumua:2
- ⁷۔ آل عمران: 164
Sūrat Aal-e-Imran: 164
- ⁸۔ الاحزاب: 21
Al-Ahzaab:21
- ⁹۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، ابواب کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث: 229، دار الحضارة للنشر والتوزیع، 1436ھ، الرياض
- Ibn-Maja, Abo Abdullah Muhammad bn Yazeed: Sunan Ibn Maaja, Kitab Al-Sunnah Baab Fazlul ulmaa, Hadis: 229, Dar-Al- Hazararat, 1436H, Riaz.
- ¹⁰۔ مسلم، مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلوة، باب تحریم الکلام فی الصلوة، حدیث 537، دار الحضارة للنشر والتوزیع، 1436ھ، الرياض
- Muslim, Muslim bin Hajjaj: Saheeh Muslim, kitab-ul-Msajid, Baab Tahreem-ul-Kalam Fi-Al-salat, Hadis: 537, Dar-Al-Hazararat, 1436H, Riaz.
- ¹¹۔ الکافرون: 1-6
Al-Kafiroon:1-6
- ¹²۔ بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب الانتهاء عن المعاصي، حدیث 6843
Bukhari, Muhammad bin Ismaeel, Saheeh Bukhari, Kitab Al-Riqaaq, Baab Al-Intiha Anil-Maasi, Hadis: 6843
- ¹³۔ الشعراء: 3
Al-Shuaraa:3
- ¹⁴۔ الکہف: 6
Al-Kahf:6
- ¹⁵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، کتاب بد الخلق، باب اذا قال احدکم آمین۔ حدیث: 3231
Bukhari, Muhammad Bin Ismaeel: Saheeh Al Bukhari, Kitaab Bada-ul-Khalaq, Baab Iza Qaala Ahadukum Aameen, Hadees: 3231
- ¹⁶۔ قاضی سلیمان سلمان منصور پوری: رحمة للعالمین، ج 1، ص 111، مرکز الحرمین، 2007، فیصل آباد
Qazi Sulaiman Salman Mansoor pori: Rahma-tu-Lilaalameen, Jild:1, Page: 111, Markaz Al-Haramain, 2007, Faisal Abad
- ¹⁷۔ بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب فی وصف حسن کلامہ، حدیث: 3374
Bukhari, Muhammad Bin Imaeel: Saheeh Bukhari, Baab Fi Wasfi Husni Kalamhi. Hadees: 3374

¹⁸ - ترمذی، محمد بن عیسیٰ الترمذی: سنن الترمذی، کتاب المناقب، باب فی کلام النبی ﷺ، حدیث: 3639، دار الحضارة للنشر والتوزيع، 2799ھ، الرياض

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa Al Tirmazi: Sunan Al Tirmazi, Kitabul Manaqib, Baab Fi Kalam-i-Nabiyyi, Hadees: 3639, Dar-Al-Hazararat, 1436H, Riaz.

¹⁹ - بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب التسليم والاستئذان ثلاثا، حدیث: 6244

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel: Saheeh Bukhari, Kitab Al Istizaan, Baab Al Tasleem wa Istizaan, Hadees: 6244

²⁰ - بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، کتاب العلم، باب من اعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه، حدیث: 94

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel: Saheeh Bukhari, Kitab Al Ilam, Baab Aadal Hadeesa, Hadees: 94

²¹ - ترمذی، محمد بن عیسیٰ: سنن الترمذی، اخرجه الترمذی فی الشماک المحدثیه، حدیث: 8

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa: Sunan Al Tirmazi, Al Shamalil Muhammadia, Hadees: 8

²² - ابوداود، سلیمان بن الاشعث ابی داود السجستانی: سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی الحلم واخلاق النبی ﷺ، حدیث: 4773

Abu Dawood, Sulaiman Bin Al Ashas Al Sajastani: Sunan Abi Dawood, Kitab Al Adab, Baab Fi Al Hilam, Hddees: 4773

²³ - ترمذی، محمد بن عیسیٰ: سنن الترمذی، اخرجه الترمذی فی الشماک المحدثیه، حدیث: 15

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa: Sunan Al Tirmazi, Al Shamalil Muhammadia, Hadees: 15

²⁴ - البقرة: 83

Al Baqarah : 85

²⁵ - ترمذی، محمد بن عیسیٰ: سنن الترمذی، ابواب الزهد عن رسول الله، باب باب ما جاء فی حفظ اللسان، حدیث: 2406

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa: Sunan Al Tirmazi, Aabwab Al Zuhad, Baab Ma Ja Fi Hifz Liaan, Hadees: 2406

²⁶ - بخاری، محمد بن اسماعیل: صحیح البخاری، کتاب الاعتصام، باب قول النبی ﷺ بعثت بجماع العلم، حدیث: 7273

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel: Saheeh Bukhari, Kitab Al Itisaam, Baab Jawami kalim, Hadees: 7273

²⁷ - <https://www.urduweb.org/mehfil/threads/%D8%AC%D9%88%D8%A7%D9%85%D8%B9-%D8%A7%D9%84%DA%A9%D9%84%D9%85-%DA%86%DB%81%D9%84-%D8%AD%D8%AF%DB%8C%D8%AB.561a55/>

²⁸ - بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: الادب المفرد، کتاب انبساط الی الناس، باب المسلم مرآة اخیه، حدیث: 238، ص 136، 2015، مکتبه

اسلامیہ، لاہور

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Al Adab Al Mufrid, Kitab Al Iimbisaat Ila Al Naas, Baab Al Muslim Miaatin, Hadees: 238, 2015, Maktaba Al Islamia, Lahore

²⁹ - بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ کن فی الدنیا کانتک غریب، حدیث: 6416

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Saheeh Bukhari, Kitab Al Riqaa, Baab Qaol Al Nabi Kun Fi Dunya, Hadees: 6416

³⁰ - طبرانی: معجم الکبیر، ج 2، ص 165، حدیث: 1681

Tibraani: Mujam Al Kabeer, Jild 2, Page, 165, 1681

³¹ - ترمذی، محمد بن عیسیٰ: سنن الترمذی، کتاب الزهد، باب حب المال، حدیث: 2376

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa: Sunan Al Tirmazi, Kitab Al Zuhad, Baab Hubbal Maal, Hadees: 2376

³² - بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب مواقیف الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ الخمس کفارة، حدیث: 528

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Saheeh Bukhari, Kitab Mwaqeeet Salat, Baab Al Salawaat Al Khams, Hadees: 528

³³۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ: سنن الترمذی، کتاب الامثال عن رسول اللہ ﷺ، حدیث: 2865

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa: Sunan Al Tirmazi, Kitab Al Amsaal an Rasoolillah, Hadees: 2865

³⁴۔ بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارة المرض، حدیث: 5644

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Saheeh Bukhari, Kitab Al Marzaa, Baab Ma Jaa fi Kafaratil Marz, Hadees: 5644

³⁵۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب صفۃ القیامۃ، باب مثل المؤمن مثل النخلۃ، حدیث: 7098

Muslim Bin Hajjaj: SaHeeh Muslim, Kitab Sifatil Qiyama, Baab Masalul M omin, Hadees: 7098

³⁶۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب الزہد والرقائق، باب الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر، حدیث: 2959

Muslim Bin Hajjaj: SaHeeh Muslim, Kitab Al Zuhad, Baab Al Dunya Sijan Al Momin, Hadees: 2959

³⁷۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ: سنن الترمذی، کتاب الدعوات عن رسول اللہ ﷺ، باب ما ذکر فی دعوة المسافر، حدیث: 3448

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa: Sunan Al Tirmazi, Kitab Al Dawaat, Baab Fi Dawatil Musafir, Hadees: 3448

³⁸۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب تفاضل الاسلام وای امور افضل، حدیث: 43

Muslim Bin Hajjaj: SaHeeh Muslim, Kitab Al Eemaan, Baab Tafazul Islam, Hadees: 43

³⁹۔ بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب الرقائق، باب ما قدم من مالہ فحولہ، حدیث: 6442

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Saheeh Bukhari, Kitab Al Riqaaq, Baab Ma Qaddama min Malhi, Hadees :6442

⁴⁰۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، باب تحريم الظلم، حدیث: 2581

Muslim Bin Hajjaj: SaHeeh Muslim, Kitab Al Birr, Baab Tahreem al Zulm, Hadees :2581

⁴¹۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب فضائل القرآن وما يتعلق به، باب فضل الماهر بالقرآن والذي يتتبع فيه، حدیث: 1682

Muslim Bin Hajjaj: SaHeeh Muslim, KitabFazail Quraan, Baab Fazal Al Quraan, Hadees:1682

⁴²۔ ابو داود، سليمان بن الاشعث ابی داود السجستاني: سنن ابی داود، کتاب الفتن والملاحم، باب ذکر الفتن ودلائلها، حدیث: 4246

Abu Dawood, Sulaiman Bin Al Ashas Al Sajastani: Sunan Abi Dawood, Kitab Al-Fitan, Baab Zikr Al Fitan, Hadees: 4246

⁴³۔ ابو داود، سليمان بن الاشعث ابی داود السجستاني: سنن ابی داود، کتاب اللباس، باب ماجاء فی اسبال الازار، حدیث: 4084

Abu Dawood, Sulaiman Bin Al Ashas Al Sajastani: Sunan Abi Dawood, Kitab Al Libaas, Baab fi Isbaal Al Izaar, Hadees: 4084

⁴⁴۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ: سنن الترمذی، ابواب البیوع عن رسول اللہ ﷺ، باب امانة الى من ائتمنک، حدیث: 1264

Tirmazi, Muhammad Bin Eesa: Sunan Al Tirmazi, Kitab Al Buoo, Baab Ada Al Amanah, Hadees: 1264

⁴⁵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب بدالوحی، باب ایضا، حدیث: 7

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Saheeh Bukhari, Kitab Bda Al Wahi, Baab Aaizaa, Hadees: 7

⁴⁶۔ بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب المناقب، باب ذکر اسلم وغفارة، حدیث: 3513

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Saheeh Bukhari, Kitab Al Manaqib, Baab Zikri Aslama, Hadees :3513

⁴⁷۔ ایضاً

Ibid

48۔ ایضاً

Ibid

49۔ ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ: سنن ابن ماجہ، کتاب الاطعمہ، باب اطعام الطعام، حدیث: 3251

Ibn Maja, Abo Andullah Muhammad Bin Yazeed: Sunan Ibn Maja, Kitaab Al Atima, Baab Itaam Al Taam, Hadees: 3251

50۔ بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ، ونضع الموازين القسط، حدیث: 7563

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: Saheeh Bukhari, Kitab Al Taoheed, Baab wa Naza-ul-Mwazeen Al Qista , Hadees : 7563

51۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب الزہد والرفاق، باب المؤمن امرہ کلمہ خیر، حدیث: 7500

Muslim Bin Hajjaj: SaHeeh Muslim, Kitab Al Zuhad, Baab Al Moomin Amroho Kulohon Khair, Hadees: 7500

52۔ نسائی، احمد بن علی النسائی: سنن النسائی، کتاب التظہیر، باب نوع آخر، حدیث: 1052

Nisaai, Ahmad Bin Ali Al Nisaai: Sunan Al Nisai, kitaab Al Tatbeeq, Baab naoaa Aakhara, Hadees: 1052

53۔ بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری: الادب المفرد، باب الخرق، حدیث: 475، ص 216، 2015، مکتبہ اسلامیہ، لاہور

Bukhari, Muhammad Bin Imaeel Bukhari: KAl Adab Al Mufrid ,Baab Al Khraq, Hadees: 475, Page 216, 20`15, Maktaba Al Islamia, Lahore

54۔ آل عمران: 159

Sūrat Aal-e-Imran: 159

55۔ مسلم بن الحجاج بن مسلم: صحیح المسلم، کتاب الایمان، باب الایمان والاسلام والاحسان، حدیث: 8

Muslim Bin Hajjaj: SaHeeh Muslim, Kitab Al Eemaan, Baab Al Eemaan, Hadees: 8